

سَبَقْتُكُمْ کہنا کسی طرح صحیح و درست نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس میں غور و فکر کرو اور دیکھو کہ اس کا باطن کتنا عجیب اور اس کا گہرا و لطافتوں کو لئے ہوئے کتنی دور تک چلا گیا ہے اور حضرت کا بیشتر کلام اسی انداز پر ہوتا ہے۔

[اور بعض نسخوں میں ہے کہ:]

اور بعض روایتوں میں «وَالسُّبْقَةُ» بضم سین بھی آیا ہے اور السُّبْقَةُ اس مال و متاع کو کہتے ہیں جو آگے نکل جانے والے کے لئے بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ بہر صورت دونوں کے معنی قریب قریب یکساں ہیں۔ اس لئے کہ معاوضہ و انعام کسی قابل مذمت فعل پر نہیں ہوتا، بلکہ کسی اچھے اور لائق ستائش کارنامے کے بدلے ہی میں ہوتا ہے۔

--☆☆--

خطبہ (۲۹)

اے وہ لوگو جن کے جسم یکجا اور خواہشیں جدا جدا ہیں۔ تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو بھی نرم کر دیتی ہیں اور تمہارا عمل ایسا ہے کہ جو دشمنوں کو تم پر دندان آرتیز کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اپنی مجلسوں میں تو تم کہتے پھرتے ہو کہ یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اور جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو تم اس سے پناہ مانگنے لگتے ہو۔ جو تم کو مدد کیلئے پکارے اس کی صدا بے وقعت اور جس کا تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہو اس کا دل ہمیشہ بے چین ہے۔ حیلے حوالے ہیں غلط سلط اور مجھ سے جنگ میں تاخیر کرنے کی خواہشیں ہیں، جیسے ناہندہ مقروض اپنے قرض خواہ کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذلیل آدمی ذلت آمیز زیادتیوں کی روک تھام نہیں کر سکتا اور حق تو بغیر کوشش کے نہیں ملا کرتا۔

اس گھر کے بعد اور کون سا گھر ہے جس کی حفاظت کرو گے؟ اور میرے بعد اور کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کرو گے؟ خدا کی قسم! جسے تم

الْمَوْضِعِ ابْنُ يُقَالُ: سَبَقْتُكُمْ إِلَى النَّارِ، فَتَأْمَلُ ذَلِكَ، فَبَاطِنُهُ عَجِيبٌ، وَ غَوْرُهُ بَعِيدٌ لَطِيفٌ، وَ كَذَلِكَ أَكْثَرُ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

[وَفِي بَعْضِ النُّسخِ]

وَ قَدْ جَاءَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: «وَالسُّبْقَةُ الْجَنَّةُ»، بِضَمِّ السِّينِ، وَ السُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ اسْمٌ لِمَا يُجْعَلُ لِلسَّابِقِ إِذَا سَبَقَ مِنْ مَالٍ أَوْ عَرَضٍ، وَ الْمَعْتَابِ مِتْقَارِ بَابٍ، لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَذْمُومِ، وَ إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَحْمُودِ.

-----☆☆-----

(۲۹) وَمِنْ خُطْبَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَيُّهَا النَّاسُ! الْمُجْتَبِعَةُ أَبْدَانُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاءُهُمْ، كَلَامُكُمْ يُؤْهِى الصَّمَّ الصِّلَابَ، وَ فِعْلُكُمْ يُطْبِعُ فِيكُمْ الْأَعْدَاءَ! تَقُولُونَ فِي الْمَجَالِسِ: كَيْتَ وَ كَيْتَ، فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قَلْتُمْ: حَيْدِي حَيَادٍ! مَا عَزَّتْ دَعْوَةٌ مِنْ دَعَاكُمْ، وَ لَا اسْتَوَّاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ، أَعَالِيْلُ بِأَصَالِيْلَ، سَأَلْتُمُونِي التَّطْوِيلَ، دَفَاعَ ذِي الدِّينِ الْمَطُولِ، لَا يَنْتَعِ الضَّيْمَ الدَّلِيلُ! وَلَا يَدْرِكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدِّ!

أَيُّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُونَ؟ وَ مَعَ أَيِّ إِمَامٍ بَعْدِي تُقَاتِلُونَ؟

نے دھوکا دے دیا ہو اس کے فریب خوردہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور جسے تم جیسے لوگ ملے ہوں تو اس کے حصہ میں وہ تیر آتا ہے جو خالی ہوتا ہے اور جس نے تم کو (تیروں کی طرح) دشمنوں پر پھینکا ہو اس نے گویا ایسا تیر پھینکا ہے جس کا سوفا رٹوٹ چکا ہو اور پیکان بھی شکستہ ہو۔

خدا کی قسم! میری کیفیت تو اب یہ ہے کہ نہ میں تمہاری کسی بات کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری نصرت کی مجھے آس باقی رہی ہے اور نہ تمہاری وجہ سے دشمن کو جنگ کی دھمکی دے سکتا ہوں۔ تمہیں کیا ہو گیا؟ تمہارا مرض کیا ہے؟ اور اسکا چارہ کیا ہے؟ اس قوم (اہل شام) کے افراد بھی تو تمہاری ہی شکل و صورت کے مرد ہیں۔ کیا باتیں ہی باتیں رہیں گی، جانے بوجھے بغیر؟ اور صرف غفلت و مدہوشی ہے، تقویٰ و پرہیزگاری کے بغیر؟ (بلندی کی) حرص ہی حرص ہے، مگر بالکل ناحق؟۔ ط

--☆☆--

الْمَغْرُورُ - وَاللّٰهُ - مَنْ غَرَزْتُمُوهُ،
وَ مَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ - وَ اللّٰهُ -
بِالسَّهْمِ الْاَخِيْبِ، وَ مَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ
رَمَى بِاَفْوَقِ نَاصِلِ.

اَصْبَحْتُ وَاللّٰهُ! لَا اُصَدِّقُ
قَوْلَكُمْ، وَ لَا اَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ،
وَ لَا اُوْعِدُ الْعُدُوَّ بِكُمْ. مَا بَأْسُكُمْ؟
مَا دَوَّؤُكُمْ؟ مَا طِبُّكُمْ؟
الْقَوْمُ رِجَالٌ اَمْثَالِكُمْ، اَقْوَالًا بِغَيْرِ
عِلْمٍ! وَ غَفْلَةً مِّنْ غَيْرِ وَرَعٍ! وَ
طَمَعًا فِيْ غَيْرِ حَقٍّ!.

-----☆☆-----

ط جنگ نہروان کے بعد معاویہ نے ضحاک ابن قیس فہری کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ اطراف کوفہ میں اس مقصد سے بھیجا کہ وہ ان نواح میں شورش و انتشار پھیلانے اور جسے پائے اسے قتل کر دے اور جہاں تک ہو سکے قتل و غارت کا بازار گرم کرے تاکہ امیر المؤمنین علیہ السلام سکون و اطمینان سے نہ بیٹھ سکیں۔ چنانچہ وہ اس مقصد کو سرانجام دینے کیلئے روانہ ہوا اور بے گناہوں کے خون بہاتا ہوا اور ہر طرف تباہی مچاتا ہوا مقام ثعلبہ تک پہنچ گیا۔ یہاں پر حجاج کے ایک قافلہ پر حملہ کیا اور ان کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور پھر مقام قطفطانہ پر صحابی رسول عبد اللہ ابن مسعود کے بھتیجے عمر ابن عمیس اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا اور یونہی ہر جگہ وحشت و خونخواری شروع کر دی۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب ان غارت گریوں کا علم ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو جنگ کیلئے بلایا تاکہ ان درندگیوں کی روک تھام کی جائے مگر لوگ جنگ سے پہلو بچاتے ہوئے نظر آئے۔ آپ ان لوگوں کی سست قدمی و بددلی سے متاثر ہو کر منبر پر تشریف لے گئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ان لوگوں کو غیرت دلانی ہے کہ وہ بزدلوں کی طرح جنگ سے بچنے کی کوشش نہ کریں اور اپنے ملک کی حفاظت کیلئے جو ان مردوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں اور غلط سلطہ حیلے حوالوں سے کام نہ لیں۔ آخر حجر ابن عدی کنندی چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مقام تدمر پر اسے جالیا۔ ابھی دونوں فریق میں معمولی سی چھڑپ ہوئی تھی کہ رات کا اندھیرا پھیلنے لگا اور وہ صرف انیس آدمی بچ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی فوج میں سے بھی دو آدمیوں نے جام شہادت پیا۔

☆☆☆☆☆